



4814CH14

حضرت محل

اترپولیش کی راجدھانی لکھنؤ میں گوتی کے کنارے ایک ہرا بھرا پارک ہے جسے حضرت محل پارک کہا جاتا ہے۔ انگریزوں نے اس مقام کو اپنی فتح کی یادگار قرار دیتے ہوئے وکٹوریا پارک کہا تھا اور جس جگہ سنگ مرمر کے گنبد کے



نیچے اودھ کی سلطنت کا طغر انصب ہے ایک زمانے میں انگلستان کی ملکہ وکٹوریا کا ایک حسین مجسمہ لگا ہوا تھا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وکٹوریہ کے مجسمے کی جگہ ہندوستان کی اُس اولوالعزم ملکہ کا مجسمہ ہی نصب کیا جاتا جس کے نام نامی سے یہ پارک منسوب ہے لیکن مسلمانوں کے مذہبی عقائد کا لحاظ کرتے ہوئے اس پرچم کے نشان کو ہی مناسب سمجھا گیا جس کے سامنے میں ارض ہند کی اُس غیرت دار خاتون نے بدیٰ جبر و استبداد کا دوڑھائی، برس جی داری سے مقابلہ کیا اور بجائے ہتھیار ڈالنے کے نیپال کی دشوار گزار گھاٹیوں میں جلاوطنی کی زندگی کو ترجیح دی۔

حضرت محل کا اصلی نام محمدی بیگم تھا۔ وہ اس صاحبِ علم و فضل تاجدار و اجد علی شاہ کی ملکہ تھیں جسے انگریزوں نے عیاش اور نا اہل قرار دیتے ہوئے فروری 1856 میں معزول کر دیا تھا۔ ان کے چودہ سالہ فرزند بر جیں قدر کو نائب مقرر کیا گیا۔ واجد علی شاہ مارچ 1856 میں لندن جانے کے ارادے سے کولکاتہ روانہ ہوئے۔ انھیں یا کسی کو بھی کیا معلوم تھا کہ ان کی رعایا کا غم و غصہ سال بھر کی مدت میں ایک طوفان کی شکل اختیار کر لے گا اور جس پر دہنشیں بی بی اور کمسن شہزادے کو خود انگریزوں نے بے ضر سمجھتے ہوئے آزاد چھوڑ دیا تھا، وہی ان کے خلاف ہتھیار اٹھائیں گے۔

10 مئی 1857 کو میرٹھ چھاؤنی کے ہندوستانی سپاہیوں نے بغاوت کا علم بلند کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے شمالی ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف بغاوت شروع ہو گئی۔ دلی کے بہادر شاہ، جھانسی کی رانی لکشمی بائی اور اودھ کی بیگم حضرت محل ایسے اشخاص تھے جنہوں نے ان سپاہیوں کی سربراہی کی اور ملک بھر میں جنگ کے شعلے بھڑکنے لگے۔ مقصد سب کا ایک تھا کہ انگریز ہندوستان سے نکالے جائیں اور اسی لیے اس تحریک کو بغاوت یا غدر کہنا صحیح نہیں، بلکہ ب्रطانوی سامراج سے ٹکر لینے کی یہ پہلی کوشش تھی۔ عام طور سے اسے ہندوستان کی ”پہلی جنگ آزادی“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت محل کی ان سپاہیوں سے جب پہلی ملاقات ہوئی تو وہ پردوے میں تھیں۔ سپاہیوں کا اصرار تھا کہ حضرت محل اپنے اکلوتے بچہ برجیس قدر کی تخت نشینی پر رضا مند ہو جائیں۔ 5 جولائی 1857 کو برجیس قدر کی تخت نشینی عمل میں آئی اور ان کی ماں راج ماتا اور جناب عالیہ کہی جانے لگیں۔ ان کے تدبیر اور جوش عمل نے آزادی کی تحریک میں ایک نئی روح پھونک دی۔



31 جولائی 1857 کو پہلا حملہ مولوی احمد اللہ شاہ کی کمان میں بیلی گارڈ پر ہوا۔ حملہ کے روز حضرت محل کو رات بھرنیدن نہیں آئی۔ حضرت محل کی بہادری اور جوش کا یہ عالم تھا کہ باوجود پردوے میں رہنے کے کبھی ہاتھی اور کبھی گھوڑے پر نکلتیں اور لڑنے والوں کی ہمت افزائی کرتیں۔ عالم باغ کے معمر کے میں راجہ مان سنگھ کو ان کی

غیر معمولی شجاعت کے اعتراض میں علاوہ خلعت کے فرزندِ خاص کا خطاب اور ملبوسِ خاص سے اپنا دوپٹہ انعام میں دیا اور وعدہ کیا کہ فتحِ یابی پر اس سے کہیں کچھ بڑھ کر دیا جائے گا۔

میرٹھ، دلی، کان پور، ال آباد، گوالیار، جھانسی، کالپی، آگرہ آزادی کی تحریک کے تمام بڑے مرکز انگریزوں کے قبضے میں جا چکے تھے اور اب آخری فیصلہ لکھنؤ میں ہونا تھا جہاں ستّر، اسی ہزار آدمی بہادری اور استقلال کے ساتھ ڈالے ہوئے تھے۔ ان کو قومی عزّت کے احساس نے حضرت محل نائب السلطنت کے علم کے نیچے شہر میں جمع کیا تھا۔ ایسے سرفوشِ مجاہدوں کے مقابل انگریزوں نے جس فوج کو جمع کیا، تعداد اور اہتمام میں ایسا لشکر جزاں بھی ایک محاذ پر کیجا نہ کیا گیا تھا۔

شروع مارچ 1858 کا زمانہ حضرت محل کے لیے بڑی آزمائش کا زمانہ تھا۔ دل گشا، قدم رسول، بیگم کوٹھی، سکندر باغ، موتی محل، شاہ نجف، قیصر باغ ہر طرف موت کا بازار گرم تھا اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ سب سے زیادہ حملہ کا رُخ چوکھی کی جانب ہے، حضرت محل کسی طرح چوکھی چھوڑنے کا نام نہ لیتی تھیں۔ ان کے صلاح کاروں نے



ایک روز انھیں سمجھانے کی کوشش بھی کی، لیکن ان کے استقلال میں فرق نہ آیا۔ پسپائی اور مجری کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا اور جدید ترین اسلحہ سے لیس انگریزی فوجیں شہیدوں اور زخمیوں کو رومندی اپنا پر جنم لہراتی چلی آ رہی تھیں۔

حضرت محل کو مدد افعت سے روکنے کی خاطر انگریز سپہ سالار جزل اوڑم کی پہلی پیش کش تھی کہ شجاع الدولہ کے زمانے کا اودھ واپس کیا جائے گا، بشرط یہ کہ جنگ موقوف کی جائے۔ جناب عالیہ نے اوڑم کی پیش کش کو جواب کے قابل بھی نہ سمجھا۔ اوڑم کا دوسرا صلح نامہ جس میں واحد علی شاہ کی سلطنت واپس کرنے کا وعدہ تھا بشرط یہ کہ جنگ سے باز آئیں، حضرت محل کو اس وقت ملا جب وہ اپنی منتشر فوجوں کو لکھنؤ ہی میں روک لینے کے لیے تھا کہ کسی اور مقام کا رُخ نہ کریں۔ ان کو وہیں گھر بیٹھے چیپس ہزار روپے ماہوار وظیفہ ملے گا۔ حضرت محل نے اس کی بھی پرواہ نہ کی۔

جنگ جیت لینے کے بعد ملکہ وکٹوریا نے عام معافی کا اعلان کیا۔ حضرت محل نے جنگ ہاری تھی، ہمت نہیں ہاری تھی۔ اپنی عارضی فرودگاہ لونڈی سے ہی انھوں نے اپنے جوابی فرمان میں ملکہ وکٹوریا کی پیش کش کو ٹھکرایا اور غلامی قبول کرنے کے بجائے برابر لڑتے رہنے اور بے وظی کی زندگی بسر کرنے کو ترجیح دی۔

نومبر 1859 کے آخر تک حضرت محل اودھ کی شامی سرحد سے انگریزی چھاؤنیوں پر چھاپے مار دستوں کا انتظام کرتی رہیں، لیکن جب تحریک نے دم توڑ دیا تو دونوں مال بیٹھے اپنے بچے کھپے فدا یوں کے ساتھ نیپال چلے گئے۔ ایک مدد تک انگریزوں کی کوشش رہی کہ وہ واپس آ جائیں۔ ایک انگریز مصوّر جو برجیں قدر کی تصور کھینچنے گیا تھا، یہ پیغام لے گیا کہ بیگم صاحبہ فیض آباد لکھنؤ جہاں رہنا چاہیں آ جائیں، وظیفے کے علاوہ احترام شاہانہ بھی کیا جائے گا۔ لیکن حضرت محل جب تک زندہ رہیں، نہ خود آئیں اور نہ برجیں قدر ہی واپس آئے۔ کٹھمنڈو کی ہندوستانی مسجد اسی پر دیسی ملکہ کی یادگار ہے اور اسی میں ان کی ابدی آرام گاہ ہے۔

(مرزا کوکب قدر)

معنی یاد کیجیے

خط (تحریر) کی ایک قسم، حکومت کا نشان	:	طغرا
لگانا، گاڑنا	:	نصب کرنا
بت	:	مجسمہ
ہمت، بلند حوصلہ	:	اولواعزم
زمین	:	ارض
ظلم و قسم	:	جبرو و استبداد
دیس نکالا، دور دیس بھیج دیا جانا، ملک بدر کیا جانا	:	چلا وطنی
عیش پسند	:	عیاش
جسے بر طرف کر دیا گیا ہو، جس کا منصب چھین لیا گیا ہو	:	معزول
کم عمر	:	کمس
جھنڈا، نشان، پرچم	:	علم
تحت پریٹھنا، بادشاہ ہونا	:	تحت نشین
سو جھ بو جھ، ہوشیاری	:	تدبر
لڑائی	:	معرکہ
بہادری	:	شجاعت
خصوصی لباس، پوشاک، بادشاہ یا امیر کی طرف سے دیا جانے والا لباس	:	خلعت
خاص لباس	:	ملبوس خاص
جان ہتھیلی پر رکھنے والا	:	سرفروش
مضبوط، پاندار	:	مستحکم
بہت بڑی فوج	:	لشکر جرار
مقابلہ کی جگہ، لڑائی کامیڈان	:	محاذ

پسپائی	:	پیچھے چلا جانا، پیچھے ہٹنا، ہار جانا
مخبری	:	جاسوسی، ٹوہ میں رہنا
اسلحہ	:	ہتھیار
مدافعت	:	دفاع کرنا، بچاؤ
فروودگاہ	:	کھڑھنے کی جگہ
ترجیح دینا	:	برتر سمجھنا، فوکیت دینا
احترام شاہانہ	:	شاہی مرتبے کے مطابق احترام
ابدی آرامگاہ	:	آخری آرامگاہ، مراد، قبر

سوچیے اور بتائیے۔

1. حضرت محل کون تھیں اور ان کا اصلی نام کیا تھا؟
2. حضرت محل پارک کو پہلے کیا کہا جاتا تھا؟
3. انگریزوں کے خلاف ہتھیار ہندوستانی سپاہیوں کی قیادت کس نے کی؟
4. حضرت محل نے راج مان سنگھ کو کیا اور کیوں انعام دیا؟
5. آزادی کی تحریک کے بڑے مرکز کون کون سے تھے اور وہ کس کے قبضے میں تھے؟
6. حضرت محل کی آخری آرامگاہ کہاں پر ہے؟

صحیح جملوں پر صحیح (✓) اور غلط پر غلط (✗) کا نشان لگائیے۔

- () 1. حضرت محل کا اصلی نام محمدی بیگم تھا۔
- () 2. 10 مئی 1857 کو ہندوستانی سپاہیوں نے بغاوت کا علم بلند کیا۔
- () 3. حضرت محل پر دہ نشین خاتون نہیں تھیں۔
- () 4. حضرت محل نے حملے کے ڈر سے چوکھی کو چھوڑ دیا۔

- () 5. جنگ جیت لینے کے بعد ملکہ وکٹوریا نے عام معانی کا اعلان نہیں کیا۔
- () 6. حضرت محل نے ملکہ وکٹوریا کی پیش کش کو قبول کر لیا۔
- () 7. دونوں ماں بیٹیوں اپنے فدا یوں کے ساتھ نیپال چلے گئے۔
- () 8. کلھمنڈ کی ہندوستانی مسجد میں حضرت محل کی ابدی آرام گاہ ہے۔

بیچ کھے ہوئے لفظوں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

صلح نامہ	منسوب	جرود استاد	پیش کش	خطاب	سرفو رو	لشکر جرار
----------	-------	------------	--------	------	---------	-----------

ان لفظوں کے متقاضاً لکھیے۔

فتح	آزادی	آزادی	پائیدار	عارضی	جدید	خطاب
-----	-------	-------	---------	-------	------	------

بیچ کھے لفظوں کی جمع لکھیے۔

خاتون	عملی کام	تحریک	معارکہ	خطاب	مرکز	مجاہد
-------	----------	-------	--------	------	------	-------

عملی کام

- ہندوستان کی جنگ آزادی میں حصہ لینے والی پانچ خواتین کے نام لکھیے۔

پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے۔

”حضرت محل کی ان سپاہیوں سے جب ملاقات ہوئی تو وہ پردے میں تھیں۔“

”سپاہیوں کا اصرار تھا کہ حضرت محل اپنے اکلوتے بچے بر جیس قدر کی تخت نشینی پر رضا مند ہو جائیں۔“

”ان کے صلاح کاروں نے ایک روز انہیں سمجھانے کی کوشش بھی کی لیکن ان کے استقلال میں فرق نہیں آیا۔“

اوپر کے ان جملوں میں جب، کہ، اور، لیکن وغیرہ دو جملوں کو جوڑتے ہیں۔ لفظ یا جملوں کو جوڑنے والے لفظ کو ”حرفِ عطف“ کہتے ہیں۔

”ہندوستانی مسجد میں ان کی ابدی آرام گاہ ہے۔“

آرام + گاہ = آرام گاہ یہاں دو اسموں کو ملا کر ایک مرکب اسم بنایا گیا ہے آپ بھی ایسے پانچ مرکب اسم لکھیے جو گاہ کے ساتھ بنائے گئے ہوں۔

غور کرنے کی بات

- بیگم حضرت محل کا اصلی نام محمدی بیگم تھا وہ واجد علی شاہ کی ملکہ تھیں۔ انگریزوں نے بادشاہ کو عیاش اور نااہل قرار دیتے ہوئے معزول کر دیا تھا۔ واجد علی شاہ کے بیٹے بر جیس قدر جو کم سن بچے تھے۔ ان کی 5 جولائی 1857 کو تخت نشینی کر دی گئی اور ان کی ماں راج ماتا اور جناب عالیہ کی جانب لگیں۔

- بیگم حضرت محل پرده نشین خاتون تھیں اس کے باوجود وہ انگریزوں سے برابر لڑتی رہیں۔ انہوں نے صلح کی ہر پیش کش کو ٹھکرایا اور جنگ ہارنے کے بعد بھی انگریزوں کی غلامی قبول کرنے کے بجائے بے وطنی کی زندگی بسر کرنے کو ترجیح دی۔

- انہوں نے اپنی شجاعت، دلیری، اور وطن دوستی سے یہ ثابت کر دیا کہ ہندوستانی خواتین بھی کسی سے کم نہیں اور وطن عزیز کی آبرو کی خاطر ہر قربانی دینے کو وہ تیار رہتی ہیں لیکن دشمن کے سامنے بھکنا اٹھیں منظور نہیں۔